رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — Regd. No. L. 5254

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

الفضل ربوہ

روزنامہ

فی پرچہ ۲ آنے

یوم:۔ یکشنبہ

جلد ۴۴/۹ | ۲ صلح ۱۳۳۴ ہش ★ ۲ جنوری ۱۹۵۵ء | نمبر ۲

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ یکم جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے "زکام اور نزلہ کی تکلیف ہے"۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اور آپکی بیگم صاحبہ کی مراجعت

ربوہ یکم جنوری۔ کل مورخہ ۳۱ دسمبر بروز جمعہ شام کی گاڑی سے مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سی ایس۔ پی فنانس سیکرٹری حکومت پنجاب اور آپ کی بیگم صاحبہ انگلستان اور امریکہ کے سفر سے واپس آکر بخیریت ربوہ پہنچ گئے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ صاحبزادہ صاحب موصوف انشاء اللہ کل شام کو اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہونے کے لئے لاہور روانہ ہو جائیں گے۔

احمدیت اللہ تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے جسے بہر حال بڑھنا اور ترقی کرنا ہے

حملے کی تفصیلات اور اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا نشان۔ بیرونی ممالک میں تعمیر مساجد کی تحریک

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کا خلاصہ

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۷ دسمبر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو تقریر فرمائی اس کے اپنے الفاظ میں خلاصہ کی دوسری قسط درج ذیل کی جاتی ہے۔

(مرتبہ:۔ خورشید احمد)

بیرونی ممالک میں تحریک مساجد کی تحریک

حضور نے مردوں کو بیرونی ممالک میں مساجد تعمیر کرنے کے لئے چندہ کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا عورتوں کے ذمہ ہالینڈ کی مسجد کا چندہ لگایا گیا تھا اس مسجد کے لئے زمین بھی خریدی جا چکی ہے۔ اور چندے کی ایک تہائی رقم جمع بھی ہو چکی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مرد ابھی تک زمین کی قیمت بھی پوری ادا نہیں کر سکے۔ حالانکہ اس وقت سستی زمین ملنے کا امکان ہے۔ لیکن روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے ہم خریدنے سے معذور ہیں۔ حضور نے فرمایا میں نے مساجد کے چندہ کے لئے نہایت آسان طریق بتلائے تھے۔ جس سے بغیر کوئی بار محسوس کئے دوست اس مد میں حصہ لے سکتے تھے۔ اور یہ طریق بھی خود دوستوں کے مشورے سے تجویز کئے تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طرف بھی کما حقہ توجہ نہیں ہے۔

حضور نے ان تجویزوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریک فرمائی کہ دوست شادی۔ بیاہ۔ ولادت۔ تنخواہ میں ترقی وغیرہ مواقع پر اس مد میں چندہ دیا کریں اور اسی طرح ہر طبقہ کے افراد کے لئے جو دیگر طریق معین کئے گئے تھے۔ ان پر باقاعدگی کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش کریں تاکہ جلد سے جلد ہم مساجد تعمیر کر سکیں۔ اور اس طرح دنیا کے اہم ممالک میں اسلام کے مراکز قائم کر کے اپنے لئے ابدی ثواب کے سامان پیدا کریں۔

حضور پر حملہ کا واقعہ

اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ اب میں اس سال کے اس اہم واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے میری صحت پر بھی بہت اثر پڑا اور جماعت میں بھی گھبراہٹ اور تشویش پیدا ہوئی یعنی مجھ پر حملے کا واقعہ جس کے ذریعہ دشمن نے اپنی طرف سے تو گویا مجھے ختم ہی کر دیا تھا لیکن کہتے ہیں جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور رحم کے ساتھ دشمن کے ارادوں کو ناکام کر دیا۔ الحمد للہ

احمدیت اللہ تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے جسے بہر حال بڑھنا ہے

اس کے بعد حضور نے حملے کی تفصیلات بیان فرمائیں اور بتایا کہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۴ء کو کس طرح عصر کے وقت حملہ ہوا اور کپڑے خون سے بھر گئے پھر کس طرح زخم کا اپریشن ہوا اور علاج کے باقی مراحل طے ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی۔ (الحمد للہ)

حملے کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ بہر حال ایک بلا آئی اور چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے ہمیں اس سے محفوظ رکھا۔ مگر میں اس موقعہ پر یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جو بھی واقع ہوا۔ حملہ کرنے والے کی نیت بہر حال مجھے مارنے کی اور نہ صرف مجھے مارنے کی بلکہ احمدیت کو مارنے کی تھی۔ اور یہ میرا مذہبی فرض ہے کہ اس موقعہ پر میں یہ دنیا کو بتا دوں کہ احمدیت کا میری زندگی پر انحصار نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ آئے اور فوت ہو گئے دشمن نے سمجھا کہ اب احمدیت ختم ہو گئی۔ لیکن اس کا یہ خیال غلط نکلا اور احمدیت قائم رہی اور ترقی کرتی چلی گئی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگوں نے سمجھا کہ احمدیت حضرت خلیفہ اول کی وجہ سے قائم ہے۔ لیکن آپ بھی وفات پا گئے اور سلسلہ پھر بھی ترقی کرتا چلا گیا پھر سلسلے کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ میں دی۔ دشمن نے گمان کیا کہ بھلا یہ بچہ کیا کر سکے گا۔ آج نہیں تو کل یہ جماعت تباہ ہو جائے گی۔ لیکن وہ بچہ آج بوڑھا ہو رہا ہے۔ مگر احمدیت کا قدم جوانی کی طرف گامزن ہے۔ پس احمدیت کی ترقی کا تعلق یا انحصار کسی انسان پر نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ جس نے بہر حال بڑھنا اور ترقی کرنا ہے۔ اور اس کی شاخیں زمین سے آسمان تک پہنچتی چلی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (نعرۂ تکبیر)

ایک بہت بڑا نشان

حضور نے فرمایا۔ اس واقعہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑا نشان بھی ظاہر فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ میرے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام "فضل عمر" بھی ہے۔ لوگ اکثر اس الہام کو پیش کیا کرتے تھے۔ لیکن اس کا عملی ظہور اس واقعہ کے ذریعہ ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ ظہور تمہارے ذریعہ سے نہیں بلکہ تمہارے دشمن کے ذریعے فرمایا ہے۔ مجھے جو خلیفہ بنایا گیا تو یہ تمہارے ہاتھ کا فعل تھا۔ یہ درست ہے کہ ہمارے عقیدے کے مطابق خلیفہ خدا ہی بنایا کرتا ہے۔ اور اسی نے مجھے بھی خلیفہ بنایا لیکن اس نے بہر حال یہ کام تمہارے ذریعہ سے کرایا۔ اور جس کام میں انسانوں کے ہاتھ کا دخل نظر آتا ہو اسے دشمن کے سامنے بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ مگر فضل عمر کے الہام کے پورا ہونے کا تعلق تم سے نہیں بلکہ دشمن کے ساتھ تھا۔ کیونکہ مجھ پر حملہ کرنے کا فعل ایسا ہے۔ جو تم کر ہی نہیں سکتے تھے۔ پس الہام کو پورا کرنا تمہارے اختیار میں نہ تھا۔ بلکہ مخالف کے اختیار میں تھا۔ چنانچہ اسی کے ذریعہ یہ پورا ہوا۔ جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا۔ عین اسی دن مجھ پر حملہ ہوا۔ جس طرح ان پر ایک غیر عقیدہ رکھنے والے نے حملہ کیا۔ اسی طرح مجھ پر بھی عقائد کا اختلاف رکھنے والے شخص نے حملہ کیا۔ جس طرح ان پر مسجد میں اور نماز کے وقت پیچھے سے آکر حملہ کیا گیا۔ اسی طرح یہاں ہوا۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ حضرت عمرؓ پر فجر کے وقت حملہ

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

ہوا۔ اور مجھ پر عصر کے وقت۔ لیکن تم تفاسیر اٹھا کر دیکھ لو۔ ان میں فجر اور عصر دونوں نمازوں کو صلوٰۃ وسطیٰ قرار دیا گیا ہے۔ گویا اس لحاظ سے بھی مشابہت موجود ہے۔

اب دیکھ لو یہ ساری چیزیں ایسی ہیں۔ جو تمہارے اختیار سے باہر تھیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے دشمن کے ذریعہ اس الہام کو پورا کیا۔ اور ایسے رنگ میں پورا کیا۔ کہ کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور اس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میری مشابہت کو بالکل واضح کر دیا۔

فرمایا اس حملہ کے ذریعہ نہ صرف فضل عمر کا الہام پورا ہوا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ رؤیا بھی پوری ہوئی۔ جس میں آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے محمود کے کپڑوں کو خون آلود دیکھا۔ اسی طرح اس حملہ کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایک رؤیا میں قبل از وقت دے دی تھی۔ اس رؤیا میں میں نے دیکھا تھا۔ کہ گویا میں تحقیقاتی عدالت میں ہوں۔ اور وہاں مجھ پر پیچھے سے حملہ کیا گیا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے اس حملہ کے ذریعہ احمدیت کا واضح نشان ظاہر فرمایا۔

اس ضمن میں حضور نے فرمایا۔ اس واقعہ کے نتیجہ کے طور پر حبابت نے ایک خاص چندہ جمع کرنے کا بھی فیصلہ کیا تھا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ جس نسبت سے یہ چندہ جمع ہونا چاہیئے تھا۔ اس نسبت سے جمع نہیں ہو رہا۔ دوستوں کو اس طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے۔ (باقی)

جملہ قائدین مجالس کی فوری توجہ کے لئے

ربوہ رونگ کلب کی ترقی اور شعبہ ذہانت وصحت جسمانی کی سال رواں کی سکیم کے ماتحت مرکزی طور پر ٹورنامنٹوں کے انعقاد کے لئے خاکسار (مہتمم ذہانت وصحت جسمانی) کو اڑھائی ہزار روپیہ کی رقم عطیہ حبابت کے طور پر جمع کرنے کی اجازت ملی ہے۔ لہذا جملہ قائدین کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ مقامی طور پر اس کے جمع کرنے کا انتظام فرمائیں۔ (مہتمم ذہانت وصحت جسمانی)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ روزنامہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔ اور زیادہ سے زیادہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہر ایک فیضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر موقوف ہے

مسِّ شیطان سے سب سے بڑھ کر پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے

"روح القدس کا تعلق تمام نبیوں اور پاک لوگوں سے ہوتا ہے۔ پھر مسیحؑ کی اس سے کیا خصوصیت ہے؟ اس کا جواب یہی ہے۔ کہ کوئی خصوصیت نہیں بلکہ اعظم اور اکبر حصہ روح القدس کی فطرت کا حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہے۔ لیکن چونکہ یہود شریر الطبع نے حضرت مسیحؑ پر یہ بہتان لگایا تھا۔ کہ ان کی ولادت روح القدس کی شراکت سے نہیں بلکہ شیطان کی شراکت سے ہے۔ یعنی ناجائز طور پر۔ اس لئے خدا نے اس بہتان کے ذب اور دفع کے لئے اس بات پر زور دیا کہ مسیحؑ کی پیدائش روح القدس کی شراکت سے ہے۔ اور وہ مس شیطان سے پاک ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا لعنتیوں کا کام ہے۔ کہ دوسرے نبی مس شیطان سے پاک نہیں ہیں۔ بلکہ یہ کلام محض یہودیوں کے خیال باطل کے دفع کے لئے ہے۔ کہ مسیح کی ولادت مس شیطان سے ہے۔ یعنی حرام کے طور پر۔ پھر چونکہ یہ بحث مسیح میں شروع ہوئی۔ اسی لئے روح القدس کی پیدائش پر ضرب المثل مسیح ہوگیا۔ ورنہ اس کو پاک پیدائش میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ذرہ ترجیح نہیں۔ بلکہ دنیا میں معصوم کامل صرف محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۳ حاشیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت مسیحؑ سے اور یونسؑ سے

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غار ثور میں پوشیدہ ہوئے۔ تو وہاں بھی ایک قسم کے شبہ لہم سے خدا نے کام لیا۔ یعنی مخالفین کو اس دھوکہ میں ڈال دیا۔ کہ انہوں نے خیال کیا کہ اس غار کے منہ پر عنکبوت نے اپنا جالا بنا ہوا ہے۔ اور کبوتری نے انڈے دے رکھے ہیں۔ پس کیونکر ممکن ہے۔ کہ اس میں آدمی داخل ہو سکے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس غار میں جو قبر کی مانند تھی، تین دن رہے۔ جیسا کہ حضرت مسیحؑ بھی اپنی شامی قبر میں جب غشی کی حالت میں داخل کئے گئے۔ تین دن ہی رہے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو یونس پر بزرگی مت دو۔ یہ بھی اشارہ اس مماثلت کی طرف تھا۔ کیونکہ غار میں داخل ہونا اور مچھلی کے پیٹ میں داخل ہونا یہ دونوں واقعہ باہم ملتے ہیں۔ پس نفی تفضیل اسی وجہ سے ہے۔ نہ کہ ہر پہلو سے۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف یونسؑ سے بلکہ ہر ایک نبی سے افضل ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲)

ہم نے خدا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پایا ہے

"اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے۔ جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنے تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا۔ اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے۔ اور نہ اس کے تصرف سے نہ اس کے خلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوں۔ جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا۔ جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے۔ اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھلاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسولؐ کو پایا۔ جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا۔ جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا۔ اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہی ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے۔ اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا اور بے شمار احسان والا اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔" (نسیم دعوت صفحہ ۱)

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے۔ کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔" (کشتی نوح)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا اخبار الفضل کے متعلق تازہ ارشاد

سلسلہ کے اخبارات میں سب سے اوّل الفضل کا مقام ہے اور یہی حقیقت ہے۔ الفضل ایک روزنامہ ہے جس کے ذریعہ احباب کو ہر روز سلسلہ کی خبریں پہونچتی ہیں۔ اور احباب کا تعلق سلسلہ سے روز بروز مضبوط تر ہوتا جاتا ہے۔ اور ایمان کے لئے باعث ازدیاد ہوتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کی روشنی میں احباب جماعت اخبار الفضل کی توسیع اشاعت فرما کر قومی فرض پورا کریں۔

(مینیجر الفضل)

ضروری تصحیح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی جو نظم یکم جنوری ۱۹۵۵ء کے الفضل میں صفحہ اول پر شائع ہوئی ہے اس میں شعر نمبر ۱۴ کا پہلا مصرعہ یوں ہے۔

احسان و لطف عام ہے سب جہان پر

"لطف" کے نیچے زیر نہیں چاہیئے تھی۔

اسی طرح شعر نمبر ۲۹ کا پہلا مصرعہ یوں پڑھا جائے

پرواز ہو تمہاری نہ افلاک سے بلند

"نہ" سہو کتابت سے "نہ" لکھا گیا ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

"نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے۔ کہ خدا سچ ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔" (کشتی نوح)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۵۵ء

اسلامی لٹریچر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قریب کے ایک گزشتہ خطبہ جمعہ میں بھی جو الفضل میں شائع ہو چکا ہے اور جلسہ سالانہ میں اپنی عام تقریر میں بھی "تحریک جدید" اور غیر اسلامی ممالک میں احمدی مشنوں کے تعلق میں اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ ہمارے مبلغین کے پاس اسلامی لٹریچر بکثرت موجود ہونا چاہیئے۔ کتابوں پمفلٹوں وغیرہ کا اتنا بڑا ذخیرہ ہر مبلغ کے پاس ہونا چاہیئے۔ کہ جو لوگ اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیں انہیں ہمارے مشنوں سے کتابیں اور ضروری لٹریچر بآسانی دستیاب ہو جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں نشر و اشاعت کے ذرائع اتنے وسیع ہو چکے ہیں۔ اور لوگوں میں مطالعہ کی عادت اتنی بڑھ چکی ہے کہ آج جہاد بالقلم ہی حقیقی نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مختصر مگر معرکۃ الآرا تصنیف "فتح اسلام" میں اس امر کی اچھی طرح وضاحت فرمائی ہے۔ اور تمام دنیا میں اسلام کے متعلق اسلامی لٹریچر پھیلانے کے لئے بہت زیادہ زور دیا ہے۔

بے شک موقعہ موقعہ پر اچھی تقاریر جو کانفرنسوں میں کی جاتی ہیں۔ ان کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ اور انفرادی تبادلۂ خیالات سے بھی بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن فی زمانا ایسے مواقع کی نسبت جو مطالعہ لوگ اپنے گھر پر یکسو ہو کر کرتے ہیں۔ اس سے سب سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ بحث مباحثہ میں اکثر انسان غیر متعلقہ باتوں میں الجھ جاتا ہے اور فکر و غور کے صراط مستقیم سے ہٹ جاتا ہے مگر مطالعہ کے دوران میں تحقیقات کے حدود قائم رہتے ہیں۔ اور ایک ہی مضمون پر توجہ مرتکز رہتی ہے۔ اور جو بات کتاب میں بیان ہو رہی ہوتی ہے وہی پیش نظر رہتی ہے۔ اور مضمون واضح طور پر سمجھ میں آجاتا ہے۔

ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ مطالعہ سے تبلیغ و اشاعت کو جس قدر تقویت ہوتی ہے اس قدر کسی دوسرے ذریعہ سے نہیں ہوتی۔ آج دنیا میں جو فلسفہ اور سائنس کو ترقی حاصل ہوئی ہے۔ وہ بھی کثرت مطالعہ کی مرہون ہے۔ یورپ وغیرہ مہذب کہلانے والے ممالک میں ہر فن اور علم کی کتابیں اور لٹریچر اس بہتات سے شائع ہو رہا ہے۔ اور لوگ اس قدر مطالعہ کے عادی ہیں کہ ہم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔

اگر ہم اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی حقیقی اشاعت بھی کثرت مطالعہ سے ہی ہوئی ہے۔ ہمارے علماء حق نے ایسی ایسی جید تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ کہ جن کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ اور حقیقت یہ ہے جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

آج اسلامی ممالک میں مطالعہ کا وہ شوق نہیں جو اہل مغرب میں ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ اہل مغرب نے شوق مطالعہ کی نعمت مسلمانوں ہی کے ذریعہ حاصل کی ہے۔ قرون وسطیٰ میں دنیا کی کوئی قوم علوم و فنون میں مسلمانوں سے لگا نہیں کھا سکتی تھی۔ یورپ میں جو علم کی روشنی پہونچی ہے۔ وہ ان اسلامی یونیورسٹیوں کی طفیل ہی پہونچی ہے۔ جو الشیائی روم ہسپانیہ اور شمالی افریقہ میں مسلمانوں نے قائم کی تھیں۔ قرون وسطیٰ تک یورپ اتنا جاہل تھا۔ کہ انجیل تک کا مطالعہ ممنوع قرار دیا گیا تھا یورپ کے تمام لوگ علوم و فنون سے بالکل بے بہرہ تھے۔ آخر جب اسلامی درسگاہوں سے فیض پا کر کچھ لوگ نکلے۔ جن میں جرمنی کا مشہور پادری لوتھر بھی تھا۔ تو یورپ میں علم کا بھی چرچا شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایسا انقلاب ہوا کہ اس تاریک و تار براعظم میں علم کی شعاعیں پھیل گئیں اور آج یہ عالم ہے کہ یورپ اور امریکہ میں لکھے پڑھوں کی تعداد سو فی صدی کے قریب پہنچ چکی ہے۔ شائد ہی کوئی متنفس ہوگا۔ جس کو لکھنا پڑھنا نہ آتا ہو۔

اس کے باوجود کہ یورپ میں علم کی روشنی مسلمانوں کے ذریعہ پہونچی۔ یورپ اور امریکہ میں اسلام کے متعلق ابھی تک انتہائی جہالت چلی آتی ہے۔ اسلام کے متعلق پادریوں نے یورپ میں جو غلط خیالات پھیلائے ہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ وہ اتنا بھیانک ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ کہ اسلامی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے کے باوجود یہ لوگ۔ اسلام کا صحیح چہرہ کیوں نہ دیکھ سکے۔ جس کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ پادریوں نے عمداً عوام میں اسلام اور بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق غلط فہمیاں پھیلائیں اور انہیں اسلام کے متعلق بالکل پردے میں رکھنے کی حد اً کوشش کی۔ اور لگاتار پروپیگنڈا کیا۔ یہاں تک کہ آج تک یہ تاریک پردے پڑے چلے جاتے ہیں۔ اور کوئی روشنی کی شعاع پہونچتی بھی ہے۔ تو وہ ان تاریکیوں میں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔

جیسا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے۔ آج بھی یورپ اور امریکہ میں اسلام کے خلاف اتنا گندہ لٹریچر شائع ہو رہا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ اتنی گالیاں دی جاتی ہیں کہ ایک مسلمان کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔

یہ حالت کس قدر دردناک ہے اس مقدس انسان کو جس نے دنیا کی تاریکیوں میں سب سے پہلے شمع علم روشن کی۔ جس نے سب سے پہلے جہالت اور توہمات کا استیصال کیا۔ جس نے سب سے پہلے دنیا میں عقل و عرفان کے تعلق کا صحیح نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جس کے نور کی ایک پریشان شعاع نے یورپ کو علم و عقل کا بقعۂ نور بنا دیا۔ آج یورپ اور اس کی شاخ امریکہ اس چشمۂ نور سے نہ صرف ناواقف ہے۔ بلکہ اس پر تاریکیوں کے تہ بہ تہ پردے ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔

آج صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس نے مغربی ممالک کی اسلام سے جہالت کی اتنی بڑی تاریکیوں کو مٹانے کے لئے بیڑا اٹھایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ننھی سی جماعت نے غیر اسلامی دنیا کے تمام کناروں پر اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔ اور اپنے کمزور کندھوں پر اتنا بار گراں اٹھانے کا تہیہ کر لیا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اس کمزور و ناتواں جماعت کا راہ نما وہ اولوالعزم ہے۔ جس کے ظہور کی پیشگوئی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر کی ہے۔ کیا یہ معجزہ نہیں۔ کہ چند لاکھ نفوس کی جماعت نے جس میں کمزور اور سست بھی ہیں۔ تمام براعظموں میں تبلیغ اسلام کے مشن کھول رکھے ہیں۔ اور اپنی بساط سے بڑھ کر قربانیاں کر رہی ہے۔ اور یہ مشن صرف "تحریک جدید" کی محدود آمد کے سہارے پر چل رہے ہیں۔ کیا یہ معجزہ نہیں؟

بے شک یہ عظیم معجزہ ہے کہ اس چھوٹی سی جماعت کے کام سے غیر اسلامی دنیا ایک بڑی حد تک متاثر نظر آتی ہے۔ یہ اثر ایسا ہے جس کو اپنوں اور غیروں نے محسوس کیا ہے اور ایسے روشن اور منور نشان اس جماعت نے قائم کئے ہیں کہ جن کے وجود سے کوئی آنکھ انکار نہیں کر سکتی۔ جو جو کام اس مختصر سی جماعت نے اپنے اولوالعزم امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں سرانجام دیئے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہر و باہر ہیں۔ لیکن اگر انہیں ایک مسلسل تاریخ کی صورت میں مرتب کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ تو دنیا متحیر رہ جائے۔

تاہم حقیقت یہ ہے کہ ابھی آٹے میں نمک کے برابر بھی کام سرانجام نہیں پایا۔ سچ تو یہ ہے کہ ابھی تو کام کی مکمل طور پر طرح بھی نہیں ڈالی گئی۔ اگرچہ اس کے آثار پیدا ہو رہے ہیں چنانچہ بہت سے مغربی لوگوں کی اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور ہو رہی ہیں۔ اور وہ اس کے قریب آتے جا رہے ہیں۔ یہ اس کم مقدار لٹریچر کا نتیجہ ہے۔ جو یہ جماعت مغربی ممالک میں اب تک پھیلا سکی ہے۔ مگر یہ لٹریچر اتنا تھوڑا ہے۔ کہ شائد صرف لنڈن یا نیویارک ایسے مغربی شہروں کے لئے بھی کافی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ تمام یورپ اور امریکہ ایشیا اور افریقہ کی صرف لائبریریوں کے لئے ہی دیباچہ قرآن کریم کا ایک ایک نسخہ بہم پہنچ سکے۔ باقی لٹریچر کو تو جانے دیجئے۔

ایسی حالت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تو صرف اتنی خواہش ہے کہ ہمارے مبلغین کے پاس جن کی تعداد کوئی اتنی زیادہ نہیں۔ ایک معمولی سی لائبریری اسلامی لٹریچر کی موجود ہو جس سے ارد گرد کے لوگ مستفید ہو سکیں۔ کیا ہم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اتنی سی خواہش بھی پوری نہیں کر سکتے؟

روزنامہ الفضل کے لئے

پروف ریڈر کی ضرورت

ادارہ الفضل میں ایک پروف ریڈر کی ضرورت ہے۔ درخواست دہندگان کا کم از کم مولوی فاضل پاس ہونا ضروری ہے۔ ان امیدواران کو ترجیح دی جائے گی۔ جو ایف۔ اے یا میٹرک پاس بھی ہوں۔ تنخواہ حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ دی جائے گی۔ درخواستیں ۱۰ جنوری ۱۹۵۵ء تک ایڈیٹر الفضل ربوہ کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

(ایڈیٹر الفضل)

دعائے مغفرت

برادرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب آف جھول بہاولپور کی اہلیہ بچہ کی پیدائش کی وجہ سے ۲۶ ؁ کو بوقت دوپہر فوت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ بہت خوبیوں کی مالک تھی۔ غریبوں کی خاص طور پر ہر قسم کی امداد کرتی تھیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے۔ مرحومہ کے چھوٹے بچے ہیں۔ دوست چونکہ تھوڑے تھے۔ اس لئے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ چوہدری فضل الدین صدر بازار خانپور

عقیدۂ وجود باری پر اہل نفسیات کے اعتراض

اور

اُن کے جواب

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء کے موقع پر مکرم جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے صدر شعبہ نفسیات کراچی یونیورسٹی نے مندرجہ بالا موضوع پر تقریر فرمائی وہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

میرے مضمون کا عنوان ہے "عقیدۂ وجود باری تعالےٰ پر اہل نفسیات کے اعتراض اور ان کے جواب" یہ عنوان بہت وسیع ہے۔ اس پر خاطر خواہ طور پر حاوی ہونا اور پھر اسے کامیابی سے بیان کرنا آسان کام نہیں۔ لیکن یہ عنوان بہت ضروری، اور اس کے بیان کرنے کی کوشش ضرور ہونی چاہیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں وہ پرانا معرکہ جو معرکہ مذہب اور سائنس کے نام پر یاد کیا جاتا ہے۔ اب مذہب اور نفسیات کا معرکہ بن کر رہ گیا ہے۔ ہمیشہ ہی سائنس کی طرف سے یا سائنس کے نام پر، مذہب پر اعتراض ہوتے رہے ہیں اور ہمیشہ ہی ان اعتراضوں کے جواب بھی دیئے جاتے رہے ہیں، لیکن سائنس اور مذہب کی یہ ازلی کشمکش آج بھی اسی طرح جاری ہے۔ جس طرح وہ پہلے تھی۔ ہاں آج یہ ہوا ہے کہ پہلے اعتراض اور سائنسوں کی طرف سے ہوتے تھے۔ یعنی کبھی علم ہیئت کی طرف سے، کبھی علم طبعیات کی طرف سے۔ کبھی علم حیات کی طرف سے، کبھی علم طبقات الارض کی طرف سے، لیکن آج مذہب پر اعتراض، زیادہ تر نفسیات کے عالموں یا ان کے ماننے والوں کی طرف سے ہوتے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں مذہب پر اعتراض ہوتے رہے ہیں۔ حالانکہ میرا مضمون عقیدہ وجود باری ہے۔ دراصل ان دو میں کچھ فرق نہیں۔ مذہب کا خلاصہ عقیدہ وجود باری ہے۔ ہر معروف مذہب، ہر تاریخی مذہب اسی عقیدے کو اپنا مرکزی عقیدہ قرار دیتا ہے اور اسی کے تصور پر اپنی باقی تعلیمات کی بنیاد رکھتا ہے۔ لیکن مذہب کے بجائے عقیدہ وجود باری کو عنوان میں رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ مذہب کی تائید میں آج کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو مذہب کی بہت ہی نرم تعریف کرتے ہیں۔ اس میں سے عقیدہ وجود باری کو قریباً قریباً نکال دیتے ہیں۔ ان کی غرض یہ ہے کسی طرح اہل سائنس کے اعتراضوں سے بچ جائیں۔ لیکن اس طرح اعتراضوں سے تو وہ ضرور بچ جائیں گے۔ لیکن مذہب کا بھی کچھ باقی نہ رہے گا۔ اگر مذہب میں عقیدہ وجود باری نہیں تو وہ پھر مذہب نہیں، وہ پھر سائنس ہے۔ اس کا زمین و آسمان، سائنس کا زمین و آسمان، اس کی کائنات، سائنس کی کائنات، ہے۔ اس کی نظر سائنس کے افق کے آگے نہیں جا سکتی۔ اس لئے مذہب کا صحیح مقام بتانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان اعتراضوں کا جواب دیں جو اہل سائنس عقیدہ وجود باری پر کرتے ہیں۔

میں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمیشہ ہی سائنس اور مذہب میں کشمکش رہی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان دونوں تعلیموں یا دونوں مجموعہ خیالات میں کوئی اصولی تضاد یا مخالفت ہے۔ کوئی اصولی مخالفت نہیں۔ مذہب والے تو یہ کہتے ہی آرہے ہیں کہ ہم سائنس کے مخالف نہیں۔ خود سائنس والے بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمیں مذہب سے یا عقیدہ وجود باری سے کوئی دشمنی نہیں۔ ہمارا سروکار دنیا وما فیہا کی تحقیق ہے۔ یہ تحقیق ہم اپنے عام حواس کے ذریعے۔ عام مشاہدات کے ذریعے اور عام تجربات کے ذریعے کرتے ہیں۔ اور وہاں تک کرتے ہیں جہاں تک عام انسانی عقل اور عام انسانی ذرائع ہمارا ساتھ دیتے ہیں۔ اس کے آگے ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ اس سے آگے کسی اور ذریعہ علم ہی سے کام لیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسا ذریعہ علم ہے۔ جیسا کہ مذہب کہتا ہے۔ کہ ہے۔ تو ہمیں اس سے کوئی دشمنی نہیں۔ وہ اپنا کام کرے۔ ہم اپنا کام کرتے ہیں۔ گویا اصولی اختلاف کوئی نہیں۔ باوجود اس کے ہمیشہ ہی سائنس کے نام پر، مذہب کی تعلیمات پر اعتراض ہوتے رہے۔ اور ہمیشہ ہی یہ سننے میں آتا رہا کہ سائنس یوں کہتی ہے اور مذہب یوں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصل بات کیا ہے؟ جب سائنس اور مذہب میں اصولی اختلاف اور مقابلے کی کوئی وجہ نہیں تو پھر یہ مذہب و سائنس کی کشمکش کیوں؟ اصل بات یہ ہے کہ مذہب کی تعلیم جہاں سچی ہوتی ہے۔ وہاں انسانوں پر وہ بہت سی ذمہ داریاں بھی ڈالتی ہے اور کمزور انسان ہمیشہ ہی اس تاک میں رہتے ہیں کہ اگر ہو سکے تو ان ذمہ داریوں سے فراغت حاصل ہو جائے۔ ادھر مذہب بھی ہمیشہ ایک شکل میں موجود نہیں رہتا۔ اس کے ماننے والے ہی اس سے دور جا پڑتے ہیں۔ اور اس میں طرح طرح کی باتیں ملا کر ان کو غلط طور پر مذہب کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں۔ ایسی حالت میں جب بھی کسی سائنس میں کوئی نمایاں بات پیدا ہوتی ہے۔ کوئی اہم انکشاف کوئی بہت بڑی دریافت اور اس کا اثر مذہب کی کسی رائج غلطی پر پڑتا ہے۔ تو سائنس والے خوب شور مچاتے ہیں۔ اس پر مذہب والے وقتی طور متزلزل ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنی تعلیمات پر غور کرتے ہیں یا کوئی سمجھانے والا ان میں پیدا ہو جاتا ہے۔ تو وہ سنبھل جاتے ہیں۔ پھر سائنس کا جو ضرورت سے زیادہ رعب پڑ چکا ہوتا ہے۔ اسے زائل کرتے ہیں۔ گویا سائنس جب بھی مذہب پر غلبہ کر کامیاب حملہ کرتی ہے۔ وہ مذہب کی وقتی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور مذہب کی کمزوری اس کے نادان دوستوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

لیکن جب مذہب مضبوط ہوتا ہے جب مذہب سکھانیوالا کوئی موجود ہوتا ہے۔ اور جب اس سکھانے والے کا اثر دنیا میں پھیلنے لگتا ہے۔ تب سائنس کے نام پر جو حملے مذہب پر ہو رہے ہوتے ہیں، وہ سب ختم ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ اب تک سائنس اپنے پورے زور پر نہ تھی۔ وہ زور اب ہمارے زمانے میں آیا ہے۔ اسلئے اب مذہب اس کے سامنے نہ ٹھہر سکیگا۔ یہ درست نہیں ہمیشہ ہی سائنس کا زور رہا ہے۔ آخر سائنس کسے کہتے ہیں؟ جب علم طبعی یا ظاہری بنیادوں پر کھڑا کیا جاتا ہے۔ تو اسے سائنس کہتے ہیں۔ ان معنوں میں سائنس ہمیشہ ہی دنیا میں رہی ہے۔ اور ان معنوں میں وہ ہمیشہ ہی مذہب کا مقابلہ کرتی رہی ہے۔ اسلئے یہ کہنا غلط ہے۔ کہ آج کوئی خاص طاقت سائنس کو حاصل ہو گئی ہے۔ اسلئے آج کچھ اور بات ہے۔ شروع زمانے سے کچھ لوگ اپنے علوم اور اپنے عقائد کی بنیاد کلی طور پر طبعی اور ظاہری باتوں پر رکھتے رہے ہیں اور کچھ لوگ اسے ناکافی سمجھتے رہے ہیں۔ ان میں ہمیشہ ہی کشمکش رہی ہے فرق صرف انبیاء کے وجود سے پڑتا ہے۔ انبیاء آکر ایک زائد بات کہتے رہے ہیں اور وہ یہ کہ ہم جو آپ کو ایک ورا الوراء ہستی کی خبر دیتے ہیں اور اس جہان سے آگے ایک اور جہان کی طرف آپکو بلاتے ہیں۔ اسلئے نہیں کہ ہم نے عقل سے ایسا معلوم کیا ہے بلکہ اسلئے کہ عقل سے جو کچھ معلوم ہوا سو ہوا۔ ہم نے خود اس ورا الوری ہستی سے خبر پاکر یہ تعلیم آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ انبیاء چونکہ اول درجے کے راستباز ہوتے ہیں ان کو زمانے کی ضروریات کے مطابق علم بھی دیا جاتا ہے ان کے کیریکٹر میں کشش ہوتی ہے۔ اور ان کے قول وعمل میں وہ خاص تاثیر ہوتی ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے الہام پانیوالوں کو امتیازی طور پر دی جاتی ہے۔ اسلئے ان کے زمانے میں سائنس یا سائنس کے نام پر کوئی حملہ نہیں ہوتا ہاں جب ان کا زمانہ گذر جاتا ہے۔ تب پھر ہر قسم کے اعتراض ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

ہمارے زمانے میں بھی یہی صورت ہے، ہمارے زمانے میں نفسیات کو خاص ترقی ہوئی ہے اور علوم کو بھی ترقی ہوئی ہے۔ لیکن وہ اپنی پرانی لائنوں پر ترقی کرتے چلے گئے ہیں۔ لیکن نفسیات کو ایک خاص ترقی حاصل ہوئی ہے جس سے اس کی پرانی بنیادیں بالکل بدل گئی ہیں۔ پہلے نفسیات انسانی نفس انسانی جذبات، انسانی کردار کے متعلق جو تحقیق کرتی تھی اس کی بنیاد ظاہر پر رکھتی تھی اور اس کی توجیہہ ظاہری امور سے کرتی تھی۔ اب نفسیات نے انسانی نفس کا ایک باطنی حصہ معلوم کر لیا ہے۔ جس سے بہت سی باتیں جو پہلے حل نہ ہوتی تھیں اب حل ہو گئی ہیں۔ اور جس سے ان امراض کا حال بھی بہت معلوم ہو گیا ہے۔ جو انسانی نفس کو لاحق ہو جایا کرتی ہیں۔ لیکن جنکا حال پہلے کچھ بھی معلوم نہ ہوتا تھا۔ اسوجہ سے اب بہت سے نفسیاتی امراض کے علاج کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اسوجہ سے ہمارے زمانے میں نفسیات کو بہت شہرت حاصل ہوئی ہے اہل نفسیات خود بھی اس کامیابی پر اترانے لگے ہیں۔ اور کمزور طبائع جو سائنس کی کسی نمایاں کامیابی پر ضرورت سے زیادہ متاثر ہو جایا کرتی ہیں۔ آج نفسیات کی اس ترقی سے اسی طرح متاثر ہونے لگی ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض نفسیات والے بھی اپنے دعاوی کو بڑھاتے گئے ہیں۔ ان میں سے سب تو نہیں۔ لیکن بعض ضرور ——— وہی سگمنڈ فرائڈ جس کی وجہ سے نفسیات کو ہمارے زمانے میں شہرت حاصل ہوئی ہے۔ اسی نے نفسیات کے نام پر مذہب پر حملہ کیا ہے۔ حالانکہ اصولاً باقی علوم کی طرح یا باقی علمی انکشافات کی طرح فرائڈ کے انکشافات بھی اپنی جگہ رکھے جا سکتے تھے۔ اور مذہب سے ان کا ٹکراؤ ضروری نہ تھا۔ لیکن فرائڈ نے اپنے نظریوں کو بڑھا کر ان کو مذہب پر بھی چسپاں کر دیا۔ اور جو لوگ فرائڈ کی عظمت کے قائل ہو چکے تھے۔ انہوں نے اسپر واہ واہ کہنی شروع کر دی۔ خود فرائڈ کی علمی عظمت ماننے والوں میں سے بعض نے فرائڈ کو اس بات سے روکنا بھی چاہا۔ جب فرائڈ نے مذہب کی بنیاد یعنی عقیدہ وجود باری پر کھل کر حملہ

کیا۔ تو انہوں نے کہہ دیا۔ کہ اب فرائیڈ اپنی سائنس کی حدود کو چھوڑ کر مذہب پر حملہ آور ہے۔ لیکن فرائیڈ نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اور نہ ہی اس کے خاص خاص شاگردوں نے۔ وہ مذہب پر برابر معترض رہے اور ہیں۔ اور ان اعتراضوں کو اپنی سائنس کا حصہ سمجھتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ اعتراض کیا کرتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے مذہب کی صرف غلطی ہی معلوم نہیں کی۔ یہ دعویٰ تو ہمیشہ ہی دہریہ مزاج فلسفی اور دہریہ مزاج سائینٹسٹ کرتے رہے ہیں۔ لیکن فرائیڈ کے ماننے والے اس سے زیادہ دعویٰ کرتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مذہب کی غلطی کی نفسیاتی وجہ بھی معلوم کر لی ہے۔ خدا تعالےٰ کے متعلق عقیدہ عقلاً تو (بقول ان کے) بے بنیاد ہے ہی۔ اس عقیدے کے پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے، وہ اپنے ماحول سے بے خوف نہیں ہو سکا۔ کہیں زلازل کا خوف کہیں بجلی کا خوف۔ کہیں دریاؤں میں فلڈ کا خوف۔ کہیں قحط کا خوف۔ اور اگر کہیں یہ خوف مٹ بھی جائیں۔ یا ان پر کچھ کنٹرول حاصل بھی ہو جائے۔ تو موت کا خوف تو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس خوف کے علاج کے لئے انسانوں نے شروع میں ہی ایک خیالی وجود تجویز کر لیا۔ اور اسے بڑی بڑی صفات سونپ دیں۔ مثلاً یہ کہ وہ بڑی طاقت والا ہے۔ اور بڑی محبت کرنے والا ہے۔ اور اگر ناراض ہو جائے، تو ناراض بھی بہت ہوتا ہے۔ اور اس کی عام صفات اور اس کا عام تصور وہی بنا لیا۔ جو ایک بچے کے ذہن میں اپنے باپ کے متعلق ہوتا ہے۔ باپ بھی بچے کے لئے ہر خوف کا علاج ہوتا ہے۔ وہ بھی بہت طاقت والا ہوتا ہے۔ وہ بھی محبت کرتا ہے۔ اور ناراض ہوتا ہے۔ جب بڑا ہو کر بچے نے اپنے مادی باپ کو مرتے دیکھا۔ تو اس کے نفس نے وہ خیالی باپ تجویز کر لیا۔ جسے اس دن سے لیکر آج تک لوگ خدا کہتے ہیں۔ اس قسم کے نظریے ان کو بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ جو پہلے سے ہی خدا تعالےٰ کو اپنے دلوں سے نکال چکے ہیں۔ لیکن جن کو خدا تعالےٰ کے متعلق تھوڑا بہت بھی شعور حاصل ہے۔ جنہوں نے خود ایک حد تک آزمایا ہے۔ کہ واقعی ایسے حالات انسان کو پیش آتے ہیں۔ جب اس کا اور کوئی سہارا نہیں ہوتا۔ اور کہیں سے اسے ایک سہارے کی بشارت ملتی ہے۔ اور اس پر اسے تسلّی ہو جاتی ہے۔ پھر وہ سہارا مل بھی جاتا ہے۔ جنہوں نے اس قسم کے تجربے کئے ہیں۔ وہ ان باتوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ یا وہ جو سنجیدگی سے غور کرنے کی عادت رکھتے ہیں۔ وہ بھی ان نظریوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ وہ سوچتے ہیں کہ فرائڈ نے جو بات کہی ہے۔ اس کی کوئی تاریخی یا واقعاتی بنیاد بھی ہے۔ یا یونہی کمزور طبائع کے جذبات پر ایک جذباتی اثر ڈالا گیا ہے۔ جو ممکن ہے اس کی طبیعت کی گہرائی سے ہی نکلا ہو۔ لیکن جو ہے جذباتی۔ جس کا تعلق عقل اور واقعات سے اتنا نہیں جتنا قیاس اور جذبات سے ہے۔ یہ درست ہے کہ اب تک جو پرانی قوموں کے حالات کتابوں میں ملتے تھے۔ ان میں بھی کچھ ایسی باتیں لکھی ہوتی تھیں۔ جن سے خیال ہو سکتا تھا۔ کہ شاید خدا تعالےٰ کا عقیدہ بھی آہستہ آہستہ خوف سے یا انسان کے دوسرے بنیادی جذبات سے پیدا ہوا ہو۔ انسان کی بعض احتیاجوں نے تقاضا کیا ہو کہ ایک ایسا وجود ہونا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے آہستہ آہستہ خیال کر لیا۔ کہ ایسا وجود ہے بھی۔ آج تک پرانی قوموں کے حالات میں یہی لکھا ہوتا تھا کہ مثلاً ان میں ماحول اور مشاہدے سے دیکھ سن کر کسی بات کے متعلق صحیح نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ وہ بے جان چیزوں کو جاندار سمجھتے ہیں۔ اور جاندار چیزوں کو خدا سمجھتے ہیں۔ پہلے پرانی قوموں کے متعلق اس قسم کی باتیں لکھی جاتی تھیں۔ لیکن اب پرانی قوموں کے حالات جمع کرنے والوں نے کہنا شروع کیا ہے۔ کہ ہم سے غلطی ہوئی۔ ہم ان قوموں کی زبان اور ان کے محاوروں کو نہیں سمجھ سکے۔ بے شک ان میں قسم قسم کے توہمات پائے جاتے ہیں۔ بے شک وہ کئی جاہلانہ رسوم میں جکڑی ہوئی ہیں۔ لیکن وہ ساری کی ساری ایسی نہیں ہوتیں۔ اور ہم جو متمدن ہیں۔ کیا ہم میں توہمات نہیں؟ کیا ہم بھی کئی نہایت ہی غیر معقول رسوم میں جکڑے ہوئے نہیں؟ اگر ایسا ہے تو ابتدائی قوموں کو بکھیڑ کر ان کے حالات بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا اس لئے کہ یہ ثابت کیا جائے۔ کہ متمدن انسان کو اس کا مذہبی تصور اس کو اپنے غیر متمدن آباؤ اجداد کے توہمات سے ورثہ میں ملا ہے؟ اگر یہی غرض ابتدائی قوموں کے حالات جمع کرنے سے تھی۔ تو بات نہیں بنتی۔ کیونکہ اب انتھروپالوجسٹ نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ کہ قدیم قوموں اور موجودہ انسانی گروہوں کی نفسیاتی زندگی میں کوئی اصولی فرق نہیں۔ اگر آج کے انسان میں ہمیں بعض ترقی یافتہ عقائد ملتے ہیں۔ تو قدیم قوموں میں بھی ہمیں وہ مل جاتے ہیں۔ اور اگر قدیم قوموں میں ہمیں توہمات کا ثبوت ملتا ہے۔ تو آج کے انسانوں میں بھی اس کے آثار کم نہیں۔ اس لئے وہ ارتقاء والی بات کہ آہستہ آہستہ وہ خوف جو ابتداء انسانیت میں انسان کو لاحق ہوا۔ وہ ترقی کرتا کرتا خدا کا تصور بن گیا۔ وہ اب نہیں چل سکتا۔ لیکن غور کرنے والے ایک اور بات پر بھی پہنچ جاتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ خدا کا عقیدہ سکھانے والے تو انبیاءؑ ہیں۔ ان کے حالات تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ہمیں معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ انبیاءؑ کس قسم کے ماحول میں آتے رہے ہیں؟ وہ کس کردار کے مالک تھے؟ انہوں نے کیا دعویٰ کیا؟ اور اس دعوے کا کیا نتیجہ نکلا؟

جب غور کرنے والے سنجیدگی سے غور کرتے ہیں۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ انبیاءؑ کے کردار میں خوف کو جگہ نہیں ہوتی۔ یعنی ایسے خوف کو جو انسان کو صحیح سوچ سے محروم کر دے اور اسے حواس باختہ کر دے۔ اور وہ حقیقت سے دُور نکل کر کسی وہم میں گرفتار ہو جائے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ خوف اس کے نفس کے ظاہر میں نہیں باطن میں ہوتا ہے۔ اور یہی فرائیڈ اور اس کے ماننے والے کہیں گے۔ تو پھر ان سے پوچھا جائے گا۔ کہ اس باطنی خوف کے بھی آثار ہونے چاہئیں۔ یہ باطنی خوف انبیاءؑ کے کاموں میں۔ ان کی تعلیم میں۔ ان کی سکیموں میں نظر آنے چاہئیں۔ خوف کے آثار چاہے وہ کسی فرد میں ہوں، یا کسی قوم میں کچھ نہ کچھ ہونے چاہئیں۔ موٹے موٹے آثار آجا کر یہی ہو سکتے ہیں کہ خوف سے خیالات میں۔ اعمال میں پراگندگی پیدا ہوتی ہے خوف سے توہمات پیدا ہوتے ہیں۔ مشرکانہ عقائد اور جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ہر طاقتور چیز جاندار معلوم ہوتی ہے۔ ہر درخت دیوتا معلوم ہوتا ہے۔ پھر ان دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے ایسی ریاضتیں اور ایسی قربانیاں رائج ہوتی ہیں۔ جن کا تعلق انسانی بہبودی سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ان علامتوں کے علاوہ اور بھی خوف کی علامتیں ہوں گی۔ لیکن کم از کم یہ ضرور ہیں۔ اب بتاؤ کیا انبیاءؑ میں۔ ان کے صحابہؓ میں۔ ان کی جماعتوں میں۔ ان کے کاموں میں یہ علامتیں پائی جاتی ہیں؟ انبیاءؑ تو خیالات کی پراگندگی دُور کر کے اس کی جگہ خیالات میں۔ ربط اور توازن پیدا کرتے ہیں۔ انبیاءؑ پہلے توہمات کو دُور کرتے ہیں۔ اور جہالت کی رسوم سے نجات دلواتے ہیں۔ وہ عبادات سکھاتے ہیں۔ لیکن وہ عبادات جو انسان بشاشت سے ادا کرے۔ جن کا مقصد جسم کو گھائل کرنا نہیں بلکہ روح کو صاف کرنا ہوتا ہے۔ پس جو سنجیدگی سے غور کرتے ہیں۔ وہ فرائیڈ سے متاثر نہیں ہوتے۔ وہ یہ بھی سوچتے ہیں کہ بے شک انسان کمزور ہے۔ اسے خدا تعالےٰ جیسے وجود کے سہارے کی اسکی محبت کی۔ اس کی ربوبیت کی اس کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ لیکن کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پھر خدا ایک خیالی وجود ہے؟ کیا بھوکے کو اگر روٹی مل جائے۔ تو صرف اسی لئے کہ روٹی کی تلاش پر اسے بھوک نے مجبور کیا تھا۔ اس کی سچ مچ کی روٹی کو خیالی روٹی سمجھا جائیگا؟

جب فرائیڈ کے اس قیاسی اور خیالی ارتقاء پر اس طرح جرح کی جاتی ہے۔ اور انبیاءؑ کے وجود کو اور ان کی اس شہادت کو پیش کیا جاتا ہے۔ جو انہوں نے خدا تعالےٰ کی آواز سنکر اپنی اپنی قوم کے سامنے دی کہ خدا ہے۔ اور یہ خدا کی آواز ہے۔ جو انہوں نے سنی ہے اور آگے سنائی ہے۔ تو فرائیڈ کے ماننے والے کہہ دیتے ہیں کہ انبیاءؑ تو سب دماغی مریض ہوتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے بھی وہ دلیل کوئی نہیں دیتے۔ اپنی اس شہرت اور اثر سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جو انہیں اپنے علم کی حدود میں حاصل ہوتا ہے۔ کیا صرف اس لئے وہ دماغی مریض بن گئے۔ کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کی آواز سُنی اور سچائی کی تڑپ نے اور لوگوں کی خیر خواہی نے انہیں مجبور کیا کہ وہ اعلان کریں۔ کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کی آواز سُنی ہے؟ اگر مدعی الہام (اگرچہ وہ دعویٰ میں سچا بھی ہو) صرف اس لئے دماغی مریض ہے کہ اس نے الہام کا دعویٰ کیا ہے۔ تو پھر فرائیڈ کا دعویٰ تو کبھی بھی اور کسی دلیل سے بھی غلط ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جہاں کوئی سچا مدعی الہام آیا۔ اور اس نے کہا کہ آپ وسوسوں میں نہ پڑیں۔ خدا واقعی ہے۔ میں نے اسکی آواز سُنی ہے۔ میرے ساتھ اس نے یہ وعدے کئے۔ یہ پورے ہو گئے اور یہ دیکھ لینا پورے ہونے والے ہیں۔ اس کو فرائڈ کا ماننے والا جھٹ جواب دے دیگا۔ کہ آپ تو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ الہام کا دعویٰ کرنے والا دماغی مریض ہوتا ہے۔ اس لئے ہم آپ کی بات نہیں سنتے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ ایک خدا کو ماننے والا اور اپنے مشاہدے سے ماننے والا فرائیڈ کو یا اس کے دوستوں کو کیسے منوا سکتا ہے؟ اسکی یہی صورت ہے۔ کہ بغیر سنے اور بغیر غور کئے محض اس وجہ سے کہ کسی نے الہام کا دعویٰ کیا ہے، اسے دماغی مریض کہہ کر نہ ٹال دیا جائے۔ اگر یہ صورت درست ہے۔ اور یہی درست ہے تو فرائیڈ اور اس کو ماننے والے پہلے ہمیں یہ بتا دیں۔ کہ وہ دماغی مریض کسے کہتے ہیں؟ دماغی مرض کی علامتیں کیا ہیں؟ وہ خود اپنے علم اپنے تجربے اور اپنے مشاہدے کی بناء پر ہمیں کھول کر بتا دیں۔ کہ دماغی مرض کی یہ علامتیں ہوتی ہیں اور دماغی مریض اسے کہتے ہیں۔ اگر کسی مدعی الہام میں وہ علامتیں نہ ہوں۔ تو پھر فرائڈ یا کوئی فرائیڈین اسے دماغی مریض نہیں کہہ سکتا۔ (باقی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور

ایک تاریخی دور ہے

السابقون الاولون میں شامل ہونے والا ہر سپاہی جو انیس سالہ فہرست میں آرہا ہے اسے یاد رہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت تین قسم کی فہرستیں بنیں گی۔

(۱) وہ جو ہر سال پہلے سال سے لے کر انیسویں سال تک اضافہ کرتے رہے ہیں۔

(۲) دوسرے وہ جنہوں نے پہلے سال میں تو اضافہ کیا۔ مگر چوتھے سال میں حضور کی رعایت سے فائدہ اٹھا کر اپنے پہلے سال کے برابر دے کر دسویں سال تک اضافہ کیا۔ اور پھر گیارھویں سال میں بھی حضور کی رعایت سے فائدہ اٹھا کر سال نہم کے برابر دے کر آئندہ انیسویں سال تک اضافہ کرتے آئے ہیں

(۳) تیسرے وہ جنہوں نے پانچ روپے کے یونٹ کو تو قائم رکھا۔ مگر مذکورہ بالا قواعد کو پورا نہ کر سکے۔ بلکہ ان قواعد سے کم دیتے رہے ہیں۔

دس سالہ حساب تو ہر مجاہد کو بھیجا جا چکا تھا۔ اور اب سال ۱۱ سے سال ۱۹ تک کا حساب بھی بھیجا گیا اور بھیجا جا رہا ہے۔ چنانچہ ٹوکیو جاپان سے سید شریف احمد صاحب جنہوں نے جاپان جانے سے پہلے سال ۱۶ تا ۱۹ چھ روپیہ نو روپیہ وعدہ کیا جب ان کو حساب پہنچا کہ میرا حساب اس طرح کر دیا جائے۔

سال ۱۴	سال ۱۵	سال ۱۶	سال ۱۷
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴
سال ۱۸	سال ۱۹	میزان ۳۲۱ روپے	
۵۵	۵۶		

یہ رقم میں نے اپنی طرف سے ادا کر دی ہے۔ آپ کو مل جائے گی۔ اس لئے میرا نام انیس سالہ فہرست میں ہر سال اضافہ کرنے والوں میں درج کر کے اطلاع دیں۔ اس کے علاوہ سال ۲۰ کا ۵۷ سال ۲۱ کا ۵۸ کا وعدہ کرتا ہوں یہ ۱۲۱ روپے میں ۳۰ نومبر ۱۹۵۵ء تک ادا کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (آپ کا حساب اس طرح کر دیا ہے)

دفتر وکیل المال تحریک جدید انیس سالہ حساب اسی واسطے بھیج رہا ہے کہ فہرست کے شائع ہونے پر کسی ایک دوست کو بھی یہ شکوہ نہ ہو۔ کہ اگر مجھے علم ہوتا تو میں اضافہ کر کے تیسری فہرست سے دوسری میں یا دوسری سے پہلی میں آجاتا۔ اور اضافہ کی رقم ادا کرتا۔ نیز ہر شخص اپنے حساب کے بارہ میں تسلی کر لے

آپ کو معلوم رہے کہ تحریک جدید ایک تاریخی دور ہے ہر شخص کا فرض ہے کہ اس میں حصہ لے۔ اور اسلام اور احمدیت کی جڑوں کو مضبوط کر دے۔ فرمایا اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ایسی قسم کی تحریک صدیوں میں ایک ہی ہوا کرتی ہے۔ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور ایک یادگار زمانہ ہے۔ جس کی تمام انبیاء اور مرسلین نے حضرت نوح سے لے کر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک خبر دی۔ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ آپ کے کام کو مضبوط کرنے اور اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کی بنیادوں کو پختہ کرنے میں جو حصہ لیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو تاریخی دور میں شامل کرتا ہے۔

پس اے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فوج کے سپاہیو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق بخشی ہے تو مزید اضافہ کر کے بھی اپنے مقدس امام کی دعا لو۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

بنام قادیان

—— از مکرم منور نصر اللہ خان ایاز ڈسکہ ——

مضطرب تھا مدتوں سے تشنہ کامِ قادیاں
ہو رہا ہے اب شریکِ دورِ جامِ قادیاں

اپنے چہرے پر لئے عزمِ جواں حسنِ یقیں
کس قدر مسرور و شاداں ہے غلامِ قادیاں

ہاں چلا چل جانبِ دارالاماں ہمت نہ ہار
منتظر ہوں گے در و دیوار و بامِ قادیاں

بادشاہ مانگیں گے تیرے آستاں سے برکتیں
تجھ کو پہنچانا ہے دنیا تک پیامِ قادیاں

تاج و تخت و بادشاہی ہیچ ہے اسکے حضور
بادشاہوں سے بھی بڑھ کر ہے غلامِ قادیاں

جو کوئی بھی تشنہ لب آیا پیا وحدت کا جام
ہے نظامِ ساقیٔ کوثر نظامِ قادیاں

ہو نہ یوں پامالِ غم اے راہروِ راہِ طلب
ایک دن یہ ہاتھ ہوں گے اور زمامِ قادیاں

مرقدِ اقدس پہ جب پہنچو بہا دینا ندیم
میری جانب سے بھی کچھ آنسو بنامِ قادیاں

کیا ستم ہے یہ بتا اے گردشِ لیل و نہار
قادیاں سے دور بیٹھے ہیں امامِ قادیاں

صبحِ ربوہ گو میسر ہے ہمیں لیکن ایاز
بس رہی ہے آج تک آنکھوں میں شامِ قادیاں

الفضل کا دفتر ربوہ میں

روزنامہ الفضل کا دفتر ربوہ میں منتقل ہو گیا ہے۔ احباب جملہ خط و کتابت و ترسیل زر اب ربوہ کے پتہ پر کریں۔ نیز دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تبدیلی کو بابرکت کرے۔ آمین۔ دفتر محلہ دارالرحمت میں پریس کے نزدیک ہے۔

خاکسار ملک محمد عبد اللہ مینجر الفضل ربوہ ضلع جھنگ

نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں

بیت المال کی طرف سے ضروری گزارش

مالی سال رواں کے آٹھ ماہ گزر رہے ہیں مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۵۴ء تک لازمی چندوں کے تدریجی بجٹ کے مقابلہ میں ۲۰۰۰۰ روپے کی کمی ہے۔ اس لئے نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے بقایا داروں کی فہرستیں مقامی سیکرٹری صاحب مال سے حاصل کر کے ان کو خود بھی بقایا جات کی ادائیگی کے لئے انہیں توجہ دلائیں۔ اور کوشش فرمائیں کہ ایسے بقایا جات جلد از جلد دوستوں سے وصول ہو جائیں۔ تاکہ بجٹ کے مقابلہ میں جو کمی ہے وہ پوری ہو جائے۔ اسی طرح جملہ عہدہ داران کی خدمت میں بھی گزارش ہے۔ کہ اس کمی کو پورا کرنے کی انتہائی کوشش فرمائیں۔ چونکہ ہمارے اخراجات بجٹ کو مدنظر رکھ کر کئے جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ بجٹ کو پورا کیا جائے۔ ورنہ کئی ایسے کاموں کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ اور اس کی ذمہ داری زیادہ تر نمائندگان پر پڑتی ہے۔ جو بجٹ آمد و خرچ کی منظوری کے لئے سفارش کرتے ہیں۔ (ناظر بیت المال)

ضروری اعلان

ماہ دسمبر کے بل ایجنٹ حضرات کی خدمت میں ارسال کئے جا رہے ہیں۔ عام بلوں کی رقم ۱۰ جنوری تک دفتر الفضل ربوہ ضلع جھنگ میں پہنچ جانی چاہئیے۔ ورنہ بنڈلوں کی ترسیل روک دی جائے گی۔ مینیجر

ریزرو فنڈ شعبۂ خدمتِ خلق مجلس خدام الاحمدیہ

سالانہ اجتماع ۱۹۵۴ء کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی تھی کہ خدام الاحمدیہ کو ایک ایسا ریزرو فنڈ قائم کرنا چاہئیے جس سے غیر متوقع حادثات مثلاً سیلاب طوفان قحط۔ وبا، وغیرہ مواقع پر مجلس خدمت خلق کے کام کو اچھی طرح چلا سکے اور مجلس کے قیام کی اصل غرض خدمت خلق پوری ہوتی رہے۔ کیونکہ ایسے حادثات کے پیش آجانے کے وقت اگر چندہ کی اپیل کی جائے تو چندہ جمع جمع ہوتے ہوتے کئی جانوں کا نقصان ہو چکتا ہے۔ پس اس غرض کے لئے ایک رقم ریزرو فنڈ موجود رہنی ضروری ہے۔ حضور کی اس ہدایت کے پیش نظر سالانہ اجتماع کے موقع پر ہی شوریٰ میں یہ تجویز رکھی گئی اور شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ریزرو فنڈ کا افتتاح کرنے کے لئے مدِّ تعمیر دفتر خدام الاحمدیہ سے مبلغ ایک ہزار روپیہ اس فنڈ میں منتقل کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی فیصلہ ہوا کہ

"ہر خادم سے ریزرو فنڈ خدمتِ خلق کے لئے ایک سال تک کم از کم ایک آنہ ماہوار کے حساب سے چندہ لیا جائے۔"

شوریٰ خدام الاحمدیہ کا یہ فیصلہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کیا گیا جسے حضور نے منظور فرمالیا۔

اس اعلان کے ذریعہ جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کو تحریک کی جاتی ہے کہ وہ ہر خادم سے ایک سال تک ہر ماہ اس کے دیگر چندے کے علاوہ ایک آنہ ماہوار برائے ریزرو فنڈ شعبہ خدمت خلق وصول کر کے مرکز میں بھجوایا کریں۔

یہ امر مدنظر رکھیں کہ یہ رقم بھجواتے وقت کوپن پر تفصیل کے خانہ میں "ریزرو فنڈ شعبۂ خدمتِ خلق خدام الاحمدیہ مرکزیہ" ضرور لکھا کریں تاکہ کسی اور کھاتہ میں داخل نہ ہو جائے۔

گذشتہ سیلاب نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے اور ہمیں اس قسم کے کام کے لئے آئندہ کے لئے تیار رہنا چاہئیے۔

پس ہر مجلس کی یہ کوشش ہونی چاہئیے کہ اس سال کے اندر اندر یہ ریزرو فنڈ اتنا مضبوط ہو جائے کہ آئندہ خدانخواستہ جب بھی اس قسم کے واقعات پیش آئیں مجلس پورے وثوق اور پوری ہمت اور پورے سامان کے ساتھ مدد کر سکے۔

ایک آنہ ماہانہ کی شرط کم از کم ہے۔ کوشش کرنی چاہئیے کہ ذی استطاعت احباب زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجالس خدام الاحمدیہ سے

نومبر ۱۹۵۴ء سے ہماری خدام الاحمدیہ کا نیا اٹھارواں سال شروع ہو چکا ہے۔ مجلس کی عمر میں اٹھارہ کا عدد ایک بہت بڑی چیز ہے۔ پس آیئے ہم اپنے ماضی کا محاسبہ کریں اور جائزہ لیں کہ کیا ہم نے اپنی مجلس کی عمر کے اعتبار سے اپنا کام پورا کیا؟ اگر خدانخواستہ جواب نفی میں ہے تو اب ہمارا فرض ہے کہ ہم آئندہ

تحریک جدید اور خدام الاحمدیہ

تحریک جدید دفتر اول کا بیسواں سال، اور دفتر دوم کا دسواں سال ختم ہو رہا ہے۔ جملہ قائدین مجلس خدام الاحمدیہ و زعماء کرام اس سال کی رپورٹ مندرجہ ذیل کوائف پر مشتمل جلد سے جلد دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں۔

ا۔ آپ کی مجلس میں کتنے خدام برسر روزگار ہیں؟

ب۔ آپ کی مجلس میں کتنے خدام نے دفتر اول یا دوم میں وعدہ کیا ہے؟ (ج) وعدہ جات کی کل مقدار کیا ہے (د) وصولی کس قدر ہوئی اور بقایا کس قدر ہے؟

آپ کو معلوم ہے کہ "علم انعامی" سے متعلق فیصلہ کے وقت تحریک جدید کے چندوں کی وصولی کے کام کو خاص اہمیت دی جاتی ہے اس لئے اس کام کی طرف خاص توجہ دی جائے اور جلد سے جلد اپنی مجلس کے تمام بقایا جات پورے کر دئیے جائیں تاکہ آپ کی مجلس کو "علم انعامی" حاصل کرنے میں آسانی ہو۔ (مہتمم تحریک جدید ربوہ)

شکریہ احباب

صدر انجمن احمدیہ میں ناظر دیوان مقرر ہونے پر مجھے بہت سے احباب کی طرف سے مبارک باد کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ میں ان سب احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان سے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتا ہوں۔ جب تک انسان کو اپنے فرائض کما حقہ ادا کرنے کی توفیق نہ ملے اس وقت تک عہدہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے انتخاب کی برکت سے مجھ ناچیز کو اپنے فرائض اور ذمہ واریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میری کمزوریوں کو دور کرتے ہوئے مجھے حضور کے منشاء کے مطابق کام کرنے کی صلاحیت سے بہرہ یاب کرمائے۔ آمین۔

خاکسار غلام محمد اختر ریٹائرڈ سینیئر اسسٹنٹ پرسنل آفیسر نارتھ ویسٹرن ریلوے۔

امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کرانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمت دین بھی ہے

اس فنڈ کی اہمیت اور فوائد کے متعلق حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"میں تو جب بھی تحریک جدید کے مطالبات کے متعلق غور کرتا ہوں۔ ان سب میں امانت فنڈ کی تحریک پر خود حیران ہو جایا کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے۔ کیونکہ بغیر کسی بوجھ اور غیر معمولی چندہ کے اس فنڈ سے ایسے ایسے کام ہوئے ہیں کہ جاننے والے جانتے ہیں وہ ان کی عقل کو حیرت میں ڈالنے والے ہیں۔ تمہیں یہ نہیں سوچنا چاہئیے کہ تمہاری رقم چھوٹی ہے یا بڑی۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میرے پچاس ساٹھ روپے کے ساتھ کیا بنے گا۔ حالانکہ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ روپے ہزاروں اور لاکھوں بن جاتے ہیں۔"

(افسر امانت تحریک جدید ربوہ)

(۵) (احتیاط) ایک نیا جوش۔ نیا ولولہ اور نیا عزم لے کر اٹھیں اور اپنے فرائض کو نبھانے کے لئے سعی بلیغ کریں۔ ہمارے پیارے آقا اور ہمارے محبوب صدر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سال اجتماع کے موقع پر شعبہ خدمت خلق کے کام کو وسیع اور مؤثر بنانے کے لئے ہم سے اس توقع کا اظہار فرمایا ہے کہ:۔

"خدمتِ خلق کے کام کو نمایاں طور پر کرو۔ اپنے بجٹ ایسے طور پر بناؤ کہ وقت آنے پر کچھ حصہ اس کا خدمتِ خلق پر صرف کیا جا سکے۔"

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء کی مختصر روئداد

۲۶ دسمبر بروز اتوار کا دوسرا اجلاس

میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ اور صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی تقاریر

۲۶ دسمبر کو دوسرا اجلاس نماز ظہر و عصر کے بعد پونے دو بجے مکرم قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ سرحد کی زیر صدارت شروع ہؤا۔ تلاوت قرآن مجید جناب حافظ عبد الجلیل صاحب آف راولپنڈی نے کی۔ اس کے بعد میاں عطاء اللہ صاحب ایڈوکیٹ راولپنڈی نے "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے" کے عنوان پر۔ اور صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے بین الاقوامی کشمکش کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں پر تقاریر کیں۔ ان ہر دو نہایت پُرمغز اور مبسوط تقاریر کے بعد ۲۶ دسمبر کا دوسرا اجلاس ساڑھے تین بجے سہ پہر کو اختتام پذیر ہوا۔

آنحضرت صلعم سے حضرت مسیح موعودؑ کا عشق

مکرم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ نے اپنی تقریر میں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق کس کمال پر پہنچا ہؤا تھا۔ آپ نے اس عشق کی کیفیات واضح کرنے کے لئے حضور علیہ السلام کی پرمعارف تحریرات اور معرفت میں ڈوبے ہوئے اشعار پڑھ کر سنائے۔ علاوہ ازیں آپ نے دوران تقریر میں محبت و عشق کی تعریف اور اس کے مقتضیات پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ عاشقِ صادق ہونے کی حیثیت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان مقتضیات کو کس طرح پورا فرمایا۔ آپ نے کہا جب تک جب استطاعت ان تقاضوں کو پورا نہ کیا جائے اس وقت تک محض زبانی دعویٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا اور خالی زبانی اقرار کو عشق پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق کا اہم ترین پہلو یہی ہے کہ حضور علیہ السلام عشق کے مقتضیات کو پورا کر دکھانے میں سب پر سبقت لے گئے اور اپنے عمل اور کارناموں سے اس امر کا ثبوت بہم پہنچا دیا کہ فی الواقعہ آپ کو جہاں تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستگی کا تعلق ہے عشق کا اعلےٰ ترین مقام حاصل ہے۔

مکرم میاں صاحب نے عشقِ کامل کی مقتضیات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ محبت کے کمال کی بنیاد یہ ہے کہ انسان اپنے محبوب کا کامل مظہر ہو یا بالفاظ دیگر مظہریت اور نیابت محبت کا اعلےٰ ترین مقام ہے۔ اُدھر نیابت اس امر کی مقتضی ہے کہ دونوں کے مقاصد ایک ہو جائیں چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل عشق کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے اس زمانہ میں نائب رسول ہونے کی حیثیت سے ان مقاصد کو پورا کر دکھایا کہ جن مقاصد کو لے کر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد لیظہرہ علی الدین کلہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موجودہ زمانہ میں اس مقصد کو پورا فرمایا اور اس شان سے پورا فرمایا کہ اپنے تو اپنے اغیار بھی کہہ اُٹھے کہ تیرہ سو سال میں کسی دوسرے شخص نے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دکھانے کا وہ کام نہیں کیا جو حضرت مرزا صاحب نے اس زمانے میں کر دکھایا ہے۔ اس امر کو واضح کرنے کے لئے مکرم میاں صاحب نے ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی تحریرات پیش کیں جن میں حضور کے آنے کی غرض بیان کی گئی تھی اور دوسری طرف خود بعض مخالفین سلسلہ کی عبارتیں پڑھ کر سنائیں جن میں اس امر کو تسلیم کیا گیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دکھانے میں جو عظیم الشان کام کیا ہے وہ کسی دوسرے سے بن نہیں پڑا۔

بین الاقوامی کشمکش کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) نے اس اہم موضوع پر تقریر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں سے وہ عبارتیں پڑھ کر سنائیں جن میں آئندہ رونما ہونے والی بین الاقوامی کشمکش کے متعلق پیشگوئیاں کی گئی تھیں۔

آپ نے فرمایا ان تمام پیشگوئیوں پر یکجائی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مادہ پرست دنیا بالآخر دو گروہوں میں بٹ جائے گی اور وہ دونوں گروہ آپس میں ٹکرا ٹکرا کر دنیا میں ایک زلزلہ کی سی کیفیت پیدا کر دیں گے جو نمونۂ قیامت سے کم نہیں ہو گا۔ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد باہمی تصادم اور ٹکراؤ کی یہ کیفیت پانچ نسلوں تک جاری رہے گی۔ اس کے بعد دنیا اس بات کی طرف متوجہ ہو گی کہ فی الواقعہ خدا ہے جو اس کائنات کا خالق و مالک ہے اور ہمہ قدرت ہے یہی وہ وقت ہو گا کہ جب دنیا میں اسلام غالب آنا شروع ہو گا اور اس کی تمام مخالف طاقتیں مٹتی چلی جائیں گی یہانتک کہ بجز اسلام کے اور کوئی دین قابلِ ذکر حالت میں دنیا میں باقی نہیں رہے گا۔ صاحبزادہ صاحب نے مادہ پرست طاقتوں کے مٹنے اور پھر اسلام کے غالب آنے سے متعلق الہامات اور پیشگوئیاں علیحدہ علیحدہ بیان فرمائیں اور پھر ان میں تسلسل قائم کر کے غلبۂ اسلام کے زمانے کی تعیین کی اور بتایا کہ الٰہی تقدیر کچھ اسطرح معلوم ہوتی ہے کہ یہ سب کچھ پانچ نسلوں یعنی ایک سو سال کے اندر اندر ہو جائے گا۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ آج جو بچے ہیں کوئی عجب نہیں کہ وہ اپنی زندگی میں اسلام کے غلبے کا زمانہ دیکھ لیں۔

دوران تقریر میں مکرم صاحبزادہ صاحب نے اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ ان پیشگوئیوں کے کون کون سے حصے اب تک پورے ہو چکے ہیں۔ اس ضمن میں آپ نے گذشتہ دونوں عالمی جنگوں کے واقعات اور دنیا کے دو بلاکوں میں تقسیم ہونے کی مطابقت پیشگوئیوں میں سے نکال کر دکھائی۔ اور پھر بعض الہامات کی بناء پر بتایا کہ کمیونزم بالآخر ناکام ہو گا اور اس کی بعد اسلام دنیا پر غلبہ حاصل کرے گا۔ آپ نے "ہسٹری آف ورلڈ وار II" (Armed Services Memorial Edition) کے صفحہ ۱۷ و ۱۸ سے دوسری عالمگیر جنگ کے بعض ہولناک واقعات پڑھ کر سنائے اور بتایا کہ جن الفاظ میں یہ واقعات بیان کئے گئے ہیں ان کے متعلق یوں معلوم ہوتا ہے کہ بعض جگہ تو گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامی الفاظ کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالےٰ کا خاص تصرف ہے کہ اللہ تعالےٰ سے خبر پا کر پچاس پچپن برس پہلے جو پیشگوئی کی گئی تھی آج جب وہ جنگ کی شکل میں پوری ہوئی ہے اور اس زمانے کا مؤرخ جنگ کے واقعات لکھتا ہے تو بعض جگہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا الہامی پیشگوئی کے اصل الفاظ کا ترجمہ کر رہا ہے۔

آخر میں آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ الٰہی تقدیر نے یہ کیوں چاہا ہے کہ دنیا دو گروہوں میں تقسیم ہو اور پھر باہم ٹکرا ٹکرا تباہی کا منہ دیکھے اور پھر اس کے بعد اسلام غالب آئے۔ آپ نے کہا اس میں بھی ایک حکمت ہے اور وہ یہ کہ قرنِ اول میں خدا نے اسلام کے کمزور ہاتھ میں ایک تلوار دی تھی۔ اس تلوار کے پیچھے شہزادہ امن کا چہرہ خدا کے نور سے چمک رہا تھا۔ دنیا والے اس نور کو تو بھول گئے لیکن انہیں تلوار کی وہ چمکار یاد رہی اور انہوں نے کہا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ خدا نے کہا اب میں تمہاری گردن تمہاری ہی تلوار سے کاٹوں گا تمہیں دو گروہوں میں تقسیم کروں گا اور تمہیں سب طاقتیں دوں گا۔ پھر تم آپس میں لڑو گے اور خود تمہارے ہی ہاتھ سے تمہاری تباہی کا سامان پیدا ہو گا۔ شہزادہ امن اپنے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ یہ سب نظارہ دیکھے گا۔ اور تمہارے دلوں میں اضطراب پیدا ہو گا کہ یہ کیا ہو گیا۔ پھر تمہیں احساس ہو گا کہ اسی کے دامن سے وابستہ ہو کر ہمیں امن ملے گا۔

جس پر ہم نے طاقت کے بل پر ترقی حاصل کرنے کا الزام لگایا تھا۔ تب ایک نئی زمین ہو گی اور نیا آسمان جس میں خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کی جائے گی۔

احباب جماعت کی خدمت میں گذارش

امسال خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے نوجوانوں کو خطاب فرماتے ہوئے کشتی رانی کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی تھی جس کے نتیجہ میں شعبہ ذہانت و صحت جسمانی کے لئے اڑھائی ہزار روپیہ بطور عطیہ جات جمع کرنے کی اپیل دی گئی ہے۔ تاکہ جہاں حضور اقدس کے ارشاد کی تعمیل میں ادارہ روئنگ کلب کو ترقی دی جا سکے وہاں شعبہ ہذا کی نگرانی میں مرکزی طور پر ٹورنمنٹوں کا انعقاد کیا جائے لہذا خاکسار (مہتمم ذہانت و صحت جسمانی) نے اس مقصد کے لئے عطیہ بکیں چھپوائی ہیں۔ ہر ایک رسید جس پر خاکسار کے دستخط ہوں گے کی مالیت صرف دو آنہ ہو گی لہٰذا احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ شعبہ ہذا کے نمائندگان کی طرف سے ایسی رسیدیں پیش کئے جانے پر کم از کم دو آنہ کا عطیہ ضرور عنایت فرما کر خدام الاحمدیہ جیسی اہم تنظیم کی ترقی و تقویت کا موجب بنیں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔

(مہتمم ذہانت و صحت جسمانی خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

تلاش گمشدہ

میرا بڑا بھائی محمد شریف ولد شیر میاں دلشاد وہرہ عمر تقریباً پندرہ سولہ سال رنگ گندمی۔ منہ پر ہلکے چیچک کے داغ۔ قد تقریباً چار فٹ شہر چنیوٹ ضلع جھنگ کا رہنے والا ہے عرصہ سے لاپتہ ہے۔ پتہ دینے والے کو مبلغ یکصد روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اگر عزیز خود پڑھے تو فوراً کراچی چلا آوے یا اطلاع دے میں سخت پریشان ہوں۔

محمد سلیم وہرہ
معرفت یونائیٹڈ اورینٹل سٹیم شپ کمپنی نکل روڈ کراچی

ولادت

محمد اکبر ابن مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۳۴۲ ج۔ ب ضلع لائلپور کے ہاں ۱۶ دسمبر ۱۹۵۴ء جمعرات کی شب کو پہلا فرزند تولد ہوا ہے۔ الحمدللہ!

نومولود مکرم چوہدری سردار خانصاحب ساکن شیخ پور ضلع گجرات کا نواسہ ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو عمر دراز عطا کرے صالح خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔

تاج دین لائلپوری از ربوہ۔